

(۴)

تسلیم و رضا بہترین مصاحب، اور علم شریف ترین میراث ہے، اور علمی و عملی اوصاف نوبنو خلعت ہیں، اور فکر صاف و شفاف آئینہ ہے۔

(۵)

عقل مند کا سینہ اس کے بھیدوں کا مخزن ہوتا ہے، اور کشادہ روئی محبت و دوستی کا پھندا ہے، اور تحمل و بردباری عیبوں کا مدفن ہے۔
یا اس فقرہ کے بجائے حضرت نے یہ فرمایا کہ:
صلح و صفائی عیبوں کو ڈھانپنے کا ذریعہ ہے۔

(۶)

جو شخص اپنے کو بہت پسند کرتا ہے وہ دوسروں کو ناپسند ہو جاتا ہے اور صدقہ کامیاب دوا ہے اور دنیا میں بندوں کے جو اعمال ہیں وہ آخرت میں ان کی آنکھوں کے سامنے ہوں گے۔

(۴) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

نِعْمَ الْقَرِيبُ الرِّضَى، وَ الْعِلْمُ وَرِاثَةٌ كَرِيمَةٌ، وَ الْأَدَابُ حُلْكٌ مُجَدَّدَةٌ، وَ الْفِكْرُ مِرَاةٌ صَافِيَةٌ.

(۵) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

صَدْرُ الْعَاقِلِ صُنْدُوقٌ سِرٌّ، وَ الْبَشَاشَةُ جِبَالَةُ الْمَوَدَّةِ، وَ الْإِحْتِبَالُ قَبْرُ الْعُيُوبِ.

(أَوْ):

الْمَسَالِمَةُ خِبَاءُ الْعُيُوبِ.

(۶) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنْ رَضِيَ عَنِ نَفْسِهِ كَثُرَ السَّخِطُ عَلَيْهِ. وَ الصَّدَقَةُ دَوَاءٌ مُنْجِحٌ، وَ أَعْمَالُ الْعِبَادِ فِي عَاجِلِهِمْ نُصَبُ أَعْيُنِهِمْ فِي آخِرِهِمْ.

یہ ارشاد تین جملوں پر مشتمل ہے:

پہلے جملہ میں خود پسندی سے پیدا ہونے والے نتائج و اثرات کا ذکر کیا ہے کہ اس سے دوسروں کے دلوں میں نفرت و حقارت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ چنانچہ جو شخص اپنی ذات کو نمایاں کرنے کیلئے بات بات میں اپنی برتری کا مظاہرہ کرتا ہے وہ کبھی عورت و احترام کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا اور لوگ اس کی تفوق پسندانہ ذہنیت کو دیکھتے ہوئے اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں اور اسے اتنا بھی سمجھنے کو تیار نہیں ہوتے جتنا کچھ وہ ہے، چہ جائیکہ جو کچھ وہ اپنے آپ کو سمجھتا ہے وہی کچھ اسے سمجھ لیں۔

دوسرا جملہ صدقہ کے متعلق ہے اور اسے ایک ”کامیاب دوا“ سے تعبیر کیا ہے، کیونکہ جب انسان صدقہ و خیرات سے محتاجوں اور ناداروں کی مدد کرتا ہے تو وہ دل کی گہریوں سے اس کیلئے دُعاے صحت و عافیت کرتے ہیں جو قبولیت حاصل کر کے اس کی شفا یابی کا باعث ہوتی ہے۔
چنانچہ پیغمبر اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

دَاوُوا وَ مَرِّضَاكُمْ بِالصَّدَقَةِ.

اپنے بیماروں کا علاج صدقہ سے کرو۔ (الافی، ج ۴، ص ۳)

تیسرا جملہ حشر میں اعمال کے بے نقاب ہونے کے متعلق ہے کہ انسان اس دنیا میں جو اچھے اور برے کام کرتا ہے وہ حجاب عنصری کے حامل ہونے کی وجہ سے ظاہری حواس سے ادراک نہیں ہو سکتے۔ مگر آخرت میں جب مادیت کے پردے اٹھا دیئے جائیں گے تو وہ اس طرح آنکھوں کے سامنے عیاں ہو جائیں گے کہ کسی تکلیف کنجاش انکار نہ رہے گی۔

چنانچہ ارشادِ الہی ہے:

﴿يَوْمَ مِيذِنُ يَصُدُّ النَّاسُ أُنثَاتًا لِأَيْرُؤِ أَعْمَالِهِمْ ۖ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۗ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۗ﴾

اس دن لوگ گروہ گروہ (قبروں سے) اٹھ کھڑے ہوں گے تاکہ وہ اپنے اعمال کو دیکھیں، تو جس نے ذرہ بھری نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا، اور جس نے ذرہ بھری برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔ (سورۃ زلزلہ، آیت ۶-۸)

☆☆☆☆☆

(۷)

یہ انسان تعجب کے قابل ہے کہ وہ چربی سے دیکھتا ہے، اور گوشت کے لوتھڑے سے بولتا ہے، اور ہڈی سے سنتا ہے، اور ایک سو رانج سے سانس لیتا ہے۔

(۷) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

إِعْجَبُوا لِهَذَا الْإِنْسَانِ يَنْظُرُ بِشَحْمِهِ، وَيَتَكَلَّمُ بِلَحْمِهِ، وَيَسْمَعُ بِعَظْمِهِ، وَيَتَنَفَّسُ مِنْ خَرْمِهِ!

(۸)

جب دنیا (اپنی نعمتوں کو لے کر) کسی کی طرف بڑھتی ہے تو دوسروں کی خوبیاں بھی اسے عاریت دے دیتی ہے، اور جب اس سے رخ موڑ لیتی ہے تو خود اس کی خوبیاں بھی اس سے چھین لیتی ہے۔

(۸) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

إِذَا أَقْبَلَتِ الدُّنْيَا عَلَى أَحَدٍ أَعَارَتْهُ مَحَاسِنَ غَيْرِهَا، وَإِذَا أَدْبَرَتْ عَنْهُ سَكَبَتْهُ مَحَاسِنَ نَفْسِهِ.

مقصد یہ ہے کہ جس کا بخت یا اور دنیا اس سے سازگار ہوتی ہے اہل دنیا اس کی کاغذاریوں کو بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں اور دوسروں کے کارناموں کا سہرا بھی اس کے سر باندھ دیتے ہیں، اور جس کے ہاتھ سے دنیا جاتی رہتی ہے اور ادا بار و نحوست کی گھٹا اس پر چھا جاتی ہے اس کی خوبیوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور بھولے سے بھی اس کا نام زبان پر لانا گوارا نہیں کرتے۔

دوستند	آنکہ	را	زمانہ	نواخت
دشمنند	آنکہ	را	زمانہ	فکند

☆☆☆☆☆

(۹)

(۹) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لوگوں سے اس طریقہ سے ملو کہ اگر مر جاؤ تو تم پر روئیں، اور زندہ رہو تو تمہارے مشتاق ہوں۔

خَالِطُوا النَّاسَ مُخَالَطَةً إِنْ مِتُّمْ مَعَهَا
بَكُوا عَلَيْكُمْ، وَإِنْ عِشْتُمْ حَتُّوا إِلَيْكُمْ.

جو شخص لوگوں کے ساتھ نرمی اور اخلاق کا برتاؤ کرتا ہے لوگ اس کی طرف دست تعاون بڑھاتے، اس کی عورت و توقیر کرتے اور اس کے مرنے کے بعد اس کی یاد میں آنسو بہاتے ہیں۔ لہذا انسان کو چاہیے کہ وہ اس طرح مر جائے کہ اس سے شکایت پیدا نہ ہو اور نہ اس سے کسی کو گزند پہنچے۔ تاکہ اسے زندگی میں دوسروں کی ہمدردی حاصل ہو، اور مرنے کے بعد بھی اسے اچھے لفظوں سے یاد کیا جائے۔

چنان با نیک و بد سر کن کہ بعد از سردنت عرفس
مسلمات بہ زمزم شوید و هندو بسوزاند

☆☆☆☆☆

(۱۰)

(۱۰) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

دشمن پر قابو پاؤ تو اس قابو پانے کا شکرانہ اس کو معاف کر دینا
قرار دو۔

إِذَا قَدَرْتَ عَلَى عَدُوِّكَ فَاجْعَلِ الْعَفْوَ عَنْهُ
شُكْرًا لِلْقُدْرَةِ عَلَيْه.

”عفو و درگزر“ کا محل وہی ہوتا ہے جہاں انتقام پر قدرت ہو، اور جہاں قدرت ہی نہ ہو وہاں انتقام سے ہاتھ اٹھالینا مجبوری کا نتیجہ ہوتا ہے جس پر کوئی فضیلت مرتب نہیں ہوتی۔ البتہ قدرت و اقتدار کے ہوتے ہوئے عفو و درگزر سے کام لینا فضیلت انسانی کا جوہر اور اللہ کی اس بخشش ہونی نعمت کے مقابلہ میں اظہار شکر ہے۔ کیونکہ شکر کا جذبہ اس کا مقتضی ہوتا ہے کہ انسان اللہ کے سامنے تذل و انکسار سے جھکے جس سے اس کے دل میں رحم و رافت کے لطیف جذبات پیدا ہوں گے اور غیظ و غضب کے بھڑکتے ہوئے شعلے ٹھنڈے پڑ جائیں گے، جس کے بعد انتقام کا کوئی داعی ہی نہ رہے گا کہ وہ اس قوت و قدرت کو ٹھیک ٹھیک کام میں لانے کی بجائے اپنے غضب کے فرو کرنے کا ذریعہ قرار دے۔

☆☆☆☆☆